اپنے مطالعہ کو بہت وسیع رکھا ہے، نیز جن معاملات میں اختلافی بحثیں اُٹھیں، اُن کے بارے میں ضروری حد تک تحقیق کی ہے۔ اقبال کے متعلق لکھی جانے والی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاں جہاں ضروری تھا انہوں نے کتابوں مندرجات اور اُن کی رُوحِ مقصد کو بھی سامنے لانے کی کوشش کی ہے اور لکھنے والوں کا ضروری تعارف بھی شامل کتاب ہے۔ اِس طرح یہ کتاب ۱۹۸۶ء کے اقبالیاتی ادب کا محض انڈکس نہیں ہے، بلکہ پورے ایک سال کے ادب کا جائزہ بھی پیش کرتی ہے۔ جیسا کہ ٹائیٹل پر درج ہے —"ایک جائزہ"!

عُروجِ اقبال | از پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی - ناشر: بزمِ اقبال، کلب روڈ، لاہور۔ بڑے سائز کے ۴۳۴ صفحات، سادہ خوب صورت مضبوط جلد و گرد پوش کے ساتھ۔ طباعت ٹائپ میں۔ قیمت: ۱۲۰/- روپے۔

صدیقی صاحب سے ابتدائی تعارف اسی دور میں ہوا جب وہ ... بتلا کو ... ٹ کر رہے تھے اس کے بعد ان کی سات آٹھ کتابوں (مندرجہ فلیپ کتاب ہذا) آچکیں مگر ہماری دوستی ربط کا ایسا رشتہ تھی کہ وہ برسوں کی دُوری کے ساتھ ساتھ طویل ہوتا گیا مگر ٹوٹا نہیں۔ یہ کتاب ہدیہ برادرانہ کے طور پر آئی تو دلی ربط کے مرجھاتے ہوئے جذبے کا وہی حال ہوا جیسے سوکھے دھانوں میں پانی پڑ جائے۔

ڈاکٹر صاحب جیسے فاضل آدمی نے اپنے لیے اقبال کے متعلق ایک ایسا موضوع تلاش کیا ہے جو گویا ایک طرح کی صدائے احتجاج ہے ان سرسری موضوعات کے خلاف جن کے تحت دھڑا دھڑ ... کر تحقیقی کتابیں تیار کر دی جاتی ہیں۔

اب مشکل یہ آپڑی کہ اس انسائیکلوپیڈیائی منصوبے کے کام کی پہلی جلد کا بھی چند سطروں میں کس طرح اور کیا تعارف کرایا جاتے، سوائے اظہارِ عجز کے! — آخر یہ اظہارِ عجز بھی تو ایک تبصرہ ہے۔ میں تو اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ یہ عروجِ اقبال کس مقصد سے لکھی گئی۔ یہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے ارتقا کا دور بدور جائزہ پیش کرتی ہے۔ کچھ یوں سمجھیے جیسے کسی عمارت کی بنیاد سے لے کر آخر تک ایک ایک اینٹ کا جائزہ لیا جا رہا ہو کہ وہ کیسی ہے، کس مٹی سے بنی، کہاں سے آئی، کس نے اسے

بنایا؟ اور عمارت کو اس نے کیا دیا۔ یہ جاننا یا دوسروں کو بتانا آسان کام نہیں کہ کوئی شخصیت اپنے فکروفن کے ساتھ کیسے بنی۔ اس کے لیے ڈاکٹر افتخار صاحب نے مطالعہ کے صحراؤں کی بہت خاک چھانی اور حقائق کے سمندروں کی غواصی کی۔ اقبال کی زندگی کا ایک ایک مرحلے میں جن اشخاص، واقعات اور اداروں سے واسطہ ہوا ان کا پورا جائزہ لے کر دکھایا ہے کہ ان کا کیا اور کتنا اثر ہے اقبال کے احساسات و اظہارات پر۔ ۴۰۰ سے زائد صفحات لکھ کر ابھی تو افتخار صدیقی صاحب نے ۱۹۰۸ء تک کا سفر طے کیا ہے۔ ابھی تو وادئ دور و دراز باقی ہے۔ اگلے حصۂ بحث کا نام شاید وہ "کمالِ اقبال" رکھنا چاہتے ہیں۔

اقبال کے ذوقِ حُسن یا جمال پسندی کے بارے میں یہ ایک اچھا نوٹ ہے کہ "اقبال کی فطرتِ سلیمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ جمال پسند ہوتے ہوئے بھی انہوں نے جمال پرستی کو اپنا نصب العین نہیں بنایا۔ دوسرے یہ کہ اقبال جمالِ صورت سے صرف ذوقِ نظر کی حد تک متاثر ہوتے تھے۔ گویا وہ چشمِ ظاہر کے علاوہ دیدۂ باطن سے بھی شخصیت کو دیکھنے اور پرکھتے تھے...... ان کے جمالیاتی مشاہدوں میں قلب و نظر کی پاکیزگی کا عنصر ہمیشہ شامل رہتا" (ص: ۳۱۹) افتخار صاحب نے اس اجمال کو شواہد و دلائل سے خاصی تفصیل دی ہے۔

بحث کی اس اہمیت کے پیش نظر کہ بار بار اس پر کلام کیا جاتا ہے اور کچھ نتائج نکال کر اقبال پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ میری توجہ کتاب کی بحث " اقبال اور جستجوئے گُل" پر جا ٹکی۔

اِس سلسلے میں افتخار صاحب کے اخذ کردہ اس نتیجے سے متفق ہوں کہ 'مانندِ سحر ان کی جوانی بے داغ رہی، اور ان کا دامن ہوا و ہوس کی آلودگیوں سے پاک رہا۔ نمائشِ جمال اور جنسی بے باکی کے سمندر میں کئی سال رہ کر اقبال نے اپنے دامن کو تر ہونے سے جس طرح بچایا ہے اس کی سی زریں مثالیں بہت کم ہیں۔ شعلوں کی طرح بھڑکتی جوانی اور تاروں کے جہان میں پرواز کرتی ذہانت کے ساتھ آزادی کی فضاؤں میں حُسن کے پیکروں سے میل جول اور پھر جسمانی سطح پر اپنا اس درجہ تحفظ کہ کوئی ثبوت آج تک کسی نوشتے میں بوس و کنار تک کا نہیں ہے۔ کس قدر حیرت ناک اور ہمت آفریں ہے۔ اقبال کی خودی اور خودداری جس پر عطیہ سر پیٹتی ہیں، اس کا کمال یہی تو ہے کہ اگر وہ مردِ ایمان رکھتی ہو تو پھر وہ گناہ کے بڑے بڑے ہیجانات و محرکات کو شکست دے دیتی ہے۔